بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدعات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ کراچی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

Silsila Naqshbandia
Bustan-ul-Aloom
Mujahid Abad Kadhala (A.N)

بدعات

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶۔ ۵۔ ای۔ ناظم آباد۔ کراچی۔ (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۴

بغیر اجازت شائع نہ کریں

نام کتاب ———————— بدعات

مصنف ———————— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم اے، پی ایچ ڈی)

ناشر ———————— ادارہ مسعودیہ

اشاعت ———————— ربیع الاول ۱۴۱۵ھ / اکتوبر ۱۹۹۶ء

ضخامت ———————— ۴۲ صفحات

تعداد ———————— تین ہزار

مطبع ————————

ملنے کے پتے

ادارہ مسعودیہ :۔ ۵ — ۲/۶ ای ناظم آباد - کراچی

مظہری پبلیکیشنز :۔ A / ۰۶ ۲۶ بی - آئی - بی کالونی کراچی فون ۶۹۴۰۵۳۱

المختار پبلیکیشنز :۔ ۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر کراچی

مکتبہ رضویہ ———————— آرام باغ روڈ، کراچی

مکتبہ غوثیہ :۔ سبزی منڈی کراچی فون نمبر ۴۹۴۳۳۶۸

ادارہ مسعودیہ ———————— بسمینٹ ۱۱ انشتر روڈ لاہور

مکتبہ قادریہ :۔ جامع نظامیہ رضویہ اندرونِ لوہاری گیٹ - لاہور

Marfat.com

اسلامی معاشرے میں بعض باتیں ایسی بھی رائج ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں معلوم ہوتیں اس لئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ ایسے حقائق کے بارے میں احادیث سے جو اصول و ضابطہ معلوم ہوتا ہے اس کو پیش کر دیا جائے تاکہ ایک قطعی معیار سامنے آجائے اور اسی معیار اور کسوٹی پر مسلمانوں کے ہر عمل کو پرکھ کر اندازہ لگا لیا جائے کہ وہ شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ ــــ

مشہور صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا ــــ اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا ــــ اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (جائز) ہے" [1]

اسی طرح حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، پس انہیں ضائع نہ کرو (یعنی اُن پر ہر حال میں عمل کرو) ــــ اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اُنکی حرمت

---

[1] (ا) امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی : ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ قزوینی : سُنن ابنِ ماجہ ، مطبوعہ لکھنؤ

Marfat.com

نہ توڑ دو ـــــ اور کچھ حدیں قائم کیں، اُن سے آگے نہ بڑھو ـــــ
اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان کے (یعنی جان بوجھ کر) خاموشی اختیار
فرمائی، اُن میں بحث نہ کرو[1] ـــــ (یعنی وہ تمہارے لئے جائز قرار
دے دی گئی ہیں")۔

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ اور اُس کے رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم نے صاف لفظوں میں حلال فرمایا، وہ حلال ہو گیا ـــــ اور جس کو حرام فرمایا وہ حرام ہو گیا ـــــ اور جن امور کے بارے میں کچھ نہ فرمایا وہ جائز و مباح ہیں ـــ یہ ایک فطری اصول ہے ـــــ اب اگر کوئی ایسے امور کے متعلق جن سے قرآن و حدیث میں خاموشی اختیار فرمائی یہ حکم لگائے کہ یہ حلال ہے، وہ حرام ـــــ اُس کیلئے قرآنِ حکیم کا یہ ارشاد کافی ہے :

"اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتے"[2] ـــــ

بلاشبہ مناسب و معقول بات یہی ہے کہ جس کو اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حلال کیا، اُس کو حلال سمجھیں ـــــ اور جس کو حرام کیا، اُس کو حرام سمجھیں اور خواہ مخواہ فقیہانہ موشگافیوں میں مُبتلا ہو کر اتحاد کو پارہ پارہ نہ کریں۔ وہ اتحاد جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے ـــــ کسی چیز کا عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، عہدِ خلافتِ راشدہ اور عہدِ تابعین و تبع تابعین میں ہونا اُس کی فضیلت کی دلیل ہے اور نہ ہونا اُس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مُباح اور جائز ہو ـــــ

---

[1] (ا) محدّث ابوالحسن علی بن عُمر دارقطنی : سنن دارقطنی
(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۲۲

[2] قرآنِ حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۱۱۷

Marfat.com

زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس میں انقلابات اور تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور وہ انسان کی پوری زندگی کو متاثر کرتا ہے، شریعت کے دائرے میں رہ کر اُن تبدیلیوں اور انقلابات کو قبول کیا جاسکتا ہے، اس کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں ——

ایک بات اور قابلِ توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کے کرنے کا حُکم دیا ہے وہ ہر حال میں جائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اُس جائز چیز سے منع نہ کیا گیا ہو —— اِسی طرح جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ ہر حال میں ناجائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اُس کے کرنے کی اجازت نہ ہو —— یہ موٹی سی بات ہے جس کو سمجھنے کے لئے عام انسان کی عقل کافی ہے —— مثلاً قرآنِ حکیم میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے[1] تو یہ تعظیم و تکریم ہر صورت میں جائز ہوگی۔ تعظیم و تکریم کے مختلف قوموں کے مختلف انداز ہیں، اپنے اپنے انداز کے مطابق وہ تعظیم و تکریم کر سکتے ہیں جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں تعظیم کی ممانعت نہ ہو —— مثلاً آپ کو یا آپ کے روضہ اقدس کو سجدہ کرنا اس کی صراحتاً ممانعت ہے —— اِسی طرح مُردار کھانے کی ممانعت ہے، وہ ہر حال میں حرام ہے، ہاں کوئی خاص صورت مستثنیٰ ہو تو اُس میں کھانے کی اجازت ہوگی مثلاً حالتِ اضطرار میں۔

جیسا کہ عرض کیا کہ زمانے میں انقلابات و تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، نئی نئی باتیں سامنے آتی رہتی ہیں —— اس کے لئے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا اچھا اصول ہم کو دیا ہے جس نے ہر قسم کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا —— آپ نے فرمایا:

"جس چیز کو مُسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے"[2,3] ——

---

[1] قرآنِ حکیم، سُورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷، سورۂ فتح، آیت نمبر ۹، سُورۂ حجرات، آیت نمبر ۱، ۲

[2] قرآنِ حکیم، سُورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۷

[3] (۱) امام محمد، مؤطا امام محمد، ص نمبر ۱۰۴

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

یہاں اہلِ علم دینِ مُسلمانوں کی اکثریت مُراد ہے — اس کی وضاحت ایک اور حدیث سے یُوں ہوتی ہے — حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

"تم بڑی جماعت (سوادِ اعظم) کی پیروی کرو۔"[1]

پھر مرقات شرح مشکوٰۃ میں اِس کی تشریح یہ کی گئی ہے :۔

سوادِ اعظم (بڑی جماعت) سے مُراد وہ جماعت ہے جسمیں مُسلمانوں کی اکثریت ہو۔[2]

حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جماعت اور جمہور کے ساتھ رہنے کی شدید تاکید فرمائی۔ یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں جو ہم سب کے لئے مینارۂ نور ہے — حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

"جس طرح بکری کے لئے بھیڑیا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے (بھیڑیئے کی عادت ہے کہ وہ)

○ — گلہ سے بھاگنے والی — اور

○ — دُور چلے جانے والی — اور

○ — ایک جانب رہ جانے والی

○ — (بکریوں) کو پکڑتا ہے

○ — تم اپنے آپ کو گھاٹیوں سے بچاؤ۔

(بقیہ حاشیہ صہ)

(ب) ابنِ قیم : کتاب الروح، ص ۱۰

(ج) علی بن سلطان القاری : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،

(د) محمد امین بن عمر بن عابدین شامی : ردالمحتار علی الدرالمختار ج ۲، ص ۲۷۵

(ھ) احمد رضاخاں بریلوی : اقامۃ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۲

[1] (ا) ابُوعبداللہ محمد بن یزید : سُنن ابنِ ماجہ، مطبوعہ لکھنؤ

(ب) ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰

[2] علی بن سُلطان القاری : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (مشکوٰۃ المصابیح) مطبوعہ کراچی۔ ص ۳۰)

Marfat.com

○ ـــــ اور ہر حال میں 'جماعت' اور 'جمہور' کے ساتھ رہو۔[۱]

بعض حضرات عوام کی رائے کو وقعت نہیں دیتے اور اُن کو جاہل وان پڑھ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں ـــــ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے پڑھے لکھے تھے؟ مگر آپ ہمیشہ مشورہ فرماتے[۲] اور عوامی رائے کو نظر انداز نہ فرماتے ـــــ آپ نے اس رسمِ کہن کو ختم کر دیا کہ ایک بادشاہ اپنی خواہشِ نفس سے جو چاہے فیصلہ کر کے عوام پر نافذ کر دے ـــــ آپ کے ذاتی فیصلے بھی وحی کے تابع ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی خواہشِ نفس سے فیصلہ نہیں فرمایا[۳] ـــــ آپ نے ہر حالت میں مُسلمانوں کو اکثریت کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی ـــــ آپ نے فرمایا :

جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا[۴]

سیاسی اور عمرانیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو کثرت رائے کو نظر انداز کرنے سے ملت میں انتشار وافتراق کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، دورِ جدید کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں مل جائیں گی بلکہ بعض حضرات نے خود مشاہدہ اور تجربہ بھی کیا ہوگا ـــــ کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا کہ کثرت رائے نے انتشار پیدا کیا ہو ـــــ جو حقیقت تاریخ سے

---

۱ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱

۲ (ا) قرآنِ حکیم، سُورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۵۹۔

(ب) امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ : ترمذی شریف مطبوعہ کراچی، کتاب الجہاد باب نمبر ۳۴، ص ۲۶۳۔

(ج) ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابنِ ماجہ : سُنن ابنِ ماجہ، مطبوعہ لکھنؤ، باب نمبر ۱، حدیث نمبر ۲، ص ۵۲

۳ قرآنِ حکیم، سُورۃ نجم، آیت نمبر ۳-۴

۴ (ا) احمد بن حنبل : مسند احمد

(ب) سلیمان بن اشعث سجستانی : سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی

(ج) ولی اللہ محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

ثابت ہے اللہ اور اُس کے رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم نے مُسلمانوں کو اس طرف متوجّہ کیا تاکہ وہ متفق و متحد رہیں ـــــ اسلام کا مقصُودِ باہمی اخوت و محبّت ہے۔

"کثرتِ رائے" کا ضابطہ بھی اِسی مقصُود کے حصول کے لئے بنایا گیا ہے ـــــ

حضرت ابُو مُوسیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "ایک مومن کا دُوسرے مومن کے ساتھ وہ علاقہ ہے جیسے ایک عمارت کے اجزاء کہ اِن میں سے ایک جزو' دوسرے کو مدد پہنچاتا ہے اور ہر ایک کو ایک دُوسرے سے استحکام پہنچتا ہے ـــــ
>
> پھر ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دُوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے مُسلمانوں کی باہمی چسپیدگی اور پیوستگی کو تمثیلاً دکھایا"[1] ـــــ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ایک رِوایت ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

> "ملّتِ اسلامیہ فردِ واحد کے جسم کی طرح ہے جب اس کی آنکھ یا سر میں تکلیف ہو تو سارا بدن دُکھنے لگے"[2] ـــــ

اِن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع اسلام علیہ السّلام کا مقصُود یہ ہے کہ مسلمان کسی صُورت میں ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہوں، ہر حال میں متحد رہیں اور ایک دُوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں۔ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں مُسلمانانِ عالم کی کثرت رائے کا احترام کیا جائے ـــــ صداقت و سچائی "کثرت رائے"

---

[1] (ا) ابوعبداللہ محمّد بن اسمٰعیل : بُخاری شریف ، مطبُوعہ دہلی، ج ۲ ، ص ۸۹۰

(ب) ابوالحسین مُسلم بن الحجاج النیشاپوری: مُسلم شریف، مطبُوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

[2] (ا) ابوعبداللہ محمّد بن اسماعیل: بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۸۸۹

(ب) ابوالحسین مُسلم بن الحجاج النیشاپوری : مُسلم شریف، مطبُوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

(ج) ولی الدین محمّد بن عبداللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح ، مطبُوعہ کراچی، ص ۴۲۲

Marfat.com

میں چھپی ہوتی ہے ـــــ ایک مثال سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے ـــــ حضرت عطا رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۲ ربیع الاول ہے، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۸ ربیع الاول اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۱۲ ربیع الاول ـــــ علامہ ابنِ جوزی نے یہ تینوں قول پیش کر کے آخری قول کے بارے میں فرمایا کہ وہ زیادہ صحیح ہے[۱] ـــــ دُنیا کے سارے مسلمانوں نے آخری قول پہ صاد کیا اور جمہور کی رائے یہی ٹھہری ـــــ آج عام مسلمانوں کو اختلاف رائے کا پتا بھی نہیں کیوں کہ عوامی فیصلہ نافذ ہو چکا ـــــ اب ماضی کی طرف عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں برس پیچھے چلئے ـــــ ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پران اُٹھا کر دیکھئے ـــــ اس میں لکھا ہے:-

> "وہ مظہرِ حق ۱۲ ربیع الاول ـــــ بروز پیر پیدا ہو گا۔ امن والے شہر میں، ایک سردار کے ہاں، جس کا نام عبداللہ ہو گا، اس کی ماں کا نام آمنہ ہو گا"[۲]

آپ نے ملاحظہ فرمایا جو فیصلہ عوام و خواص نے صدیوں پہلے کیا تھا اس کی حقانیت اس صدی میں ظاہر ہو کر رہی ـــــ اسی لئے عرض کیا گیا کہ "کثرت رائے" میں صداقت پوشیدہ ہوتی ہے اور جماعت و جمہور پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے ـــــ جو اس سے اختلاف کرتا ہے وہ خود بھی تباہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ کرتا ہے۔

"کثرت رائے" کے جمہوری اصول سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے شریعت میں زمانہ کی حرکی قوت کی رعایت کی ہے اور انسانی معاشرے کے انقلابات اور تبدیلیوں کا لحاظ رکھا ہے۔ اس سلسلے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہایت ہی

---

[۱] حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور، ص ۲۱۔

[۲] بھاگوت پران، اسکند ۱۲، باب ۲، شلوک ۱۸۔

Marfat.com

اہم ارشاد قابلِ توجہ ہے آپ نے فرمایا:

"جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اُس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد اُس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے جبکہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اُس پر اُس کا گناہ ہے اور اُس کے بعد اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی" [۱]

اِس حدیث مُبارکہ میں سُنّتِ حسنہ (اچھا طریقہ) اور سنت سیئہ (بُرا طریقہ) کی تقسیم کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں اور حالات کے تقاضوں کے تحت مستقبل میں بعض لوگ اچھے طریقے نکالیں گے اور بعض لوگ بُرے طریقے ——— اچھوں کو اُن کی اچھائی کا ثواب ملے گا اور بُروں کو اُن کی برائی کا عذاب۔ پھر ایک حدیث میں بُرے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں نہیں ہے، وہ مردُود ہے" [۲]

اِس حدیث پاک کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ:۔

"جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں ہے، وہ محبُوب ہے"

---

[۱] (ا) ابوالحسین مُسلم بن الحجاج النیشاپوری القشیری: مُسلم شریف، مطبُوعہ دہلی، ج ۱، ص ۳۲۷۔

(ب) یوسف سید ہاشم رفاعی، ادلۃ اہل السنۃ والجماعہ، مطبُوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۲۵۔

(ج) ولی الدین مُحمّد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبُوعہ کراچی، ص ۳۳

[۲] (ا) ایضاً، مسلم شریف

(ب) ابوداؤد سلیمان بن اشعث: ابوداؤد شریف، مطبُوعہ کراچی، ج ۲، ص ۲۷۹

(ج) سید یوسف سید ہاشم الرفاعی: ادلۃ اہل السُّنۃ۔ مطبُوعہ لاہور

(د) ولی الدین مُحمّد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبُوعہ کراچی، ص ۲۷

Marfat.com

گویا سُنّتِ حسنہ مرغوب و محبوب ہے اور سُنّتِ سیئہ مردُود ـــــــ انہیں مردُود اور ناپسندیدہ طریقوں کے بارے میں یہ ارشاد بھی ملتا ہے :۔

"بَدترین امور وہ ہیں جو نَو پیدا ہوں اور ہر نَو پیدا (بُرا طریقہ) گمراہی ہے"[1]

اس حدیث کو ہر نَو پیدا چیز پر منطبق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نَو پیدا چیزوں اور طریقوں کے بارے میں احادیث مُبارکہ میں پہلے ہی صراحت کر دی گئی جس کی تفصیل اُوپر گزر چکی ہے۔

قرآن میں بھی نَو پیدا امور کا ذکر ہے اور اس پر اجر و ثواب کا بھی، وہ اِس طرح کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیروکاروں نے ترکِ دُنیا اور رہبانیت کو از خود دین میں ایجاد کیا، اللہ نے انہیں اِس کا حکم نہیں دیا تھا، وہ رحمٰن و رحیم ہے، بندوں پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، ہاں بندے اگر از خود بوجھ اُٹھانا چاہیں تو منع نہیں فرماتا بلکہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے، یہ عادتِ الٰہی ہے۔ چنانچہ جن پیروکاروں نے ترکِ دُنیا اور رہبانیت کی زندگی گزاری اور اِس بدعت کو نباہا اُن کو اُن کی نیّت اور حُسنِ عمل کا اجر عطا فرمایا اور جو نہ نباہ سکے وہ اجر و ثواب سے محروم رہے ـــــــ قُرآنِ حکیم میں اِس کی تفصیل اس طرح ہے:

> پھر ہم نے اُن کے پیچھے اِس راہ پر اپنے اور رسُول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسٰی بن مریم کو بھیجا اور اُسے انجیل عطا فرمائی اور اُس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ـــــــ اور راہب بننا، تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی، ہم نے اُن پر مقرر نہ کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا، جیسا کہ اُس کے نباہنے کا حق تھا تو اُن کے ایمان والوں کو ہم نے اُن کا ثواب عطا کیا۔"[2] (الحدید: ۲۷)

مندرجہ بالا آیت سے یہ نکات اَخذ کئے جا سکتے ہیں :۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۲۷

[2] ایضاً، ص ۲۸۵

Marfat.com

۱۔ اللہ کی رضا چاہنے کے لئے دین میں نئی بات نکالی جا سکتی ہے۔

۲۔ جو بات اِس مقصد کے لئے دین میں نکالی جائے اُس کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے، چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

۳۔ ایسی سی باتوں اور بدعتوں پر اگر پابندی سے عمل کیا جائے اللہ کی طرف سے اجر وثواب ملتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں ہر چیز کا بیان اور ہر بات کا جواب ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ عقل و دانش اور وساوس شیطانیہ ہم کو پریشان خیال رکھتے ہیں —— بہر حال سُنَنِ حسنہ کے ساتھ ساتھ سُنَنِ سیئہ بھی بدعات میں شامل ہیں جو بیشک گمراہی ہیں[1]۔ —— امام شاطبی نے کتاب الاعتصام میں سُنّتِ سیئہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"دین میں وہ خود ساختہ طریقہ جو شریعت کے مشابہ ہو اُس پر چلنے کا وہی مقصد ہو جو طریقہ شرعیہ سے مقصود ہوتا ہے"[2] ——

اِس اجمال کی اگر تفصیل کی جائے تو بہت سی ایسی باتیں مردود ٹھہرتی ہیں جو ہماری نگاہ میں محبوب ہیں —— مثلاً سال میں مُلک کے ایک گوشے میں مُلک کے مسلمانوں کو جمع کر کے عبادت کرنا اور لمبی لمبی دعائیں مانگنا —— شریعت میں نمازِ پنجوقتہ میں محلہ کی مسجد میں سب کو جمع کیا گیا ہے، نمازِ جمعہ کے لئے شہر کی بڑی مسجد میں اور نمازِ عید کے لیے شہر سے باہر عیدگاہ میں —— اِس سے زیادہ اللہ نے اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دی۔ ہاں جو مکلف ہیں، اُن پر حج فرض کیا گیا بشرطِ استطاعت —— اب اگر کوئی میدانِ عرفات کے اجتماع کی نقل کرتا ہے اور بغیر تکلیفِ شرعی کے لوگوں کو جمع کرتا ہے تو وہ ایسی بدعت کا مرتکب ہے جس کا ذکر امام شاطبی نے کیا ہے اور جس کا ذکر حدیث میں بھی ہے —— بہر کیف نوپیدا امور کو دو خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے، وہ امور جن کی اصل دین میں

---

[1] ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۸۵۔

[2] ایضاً، ص ۲۸۵

Marfat.com

موجود ہے یقیناً محبوب و محمود ہیں[1] (جیسے بیج اور درخت ــــ درخت کی ایک ایک ٹہنی، ایک ایک پتے، ایک ایک پھول کا تعلق بیج سے ہے گو بظاہر بیج پر نظر رکھنے والا تعلق محسوس نہیں کر سکتا مگر جس کو علم و بصیرت حاصل ہے وہ اس تعلق کو پالے گا)

اور وہ امور جن کی اصل دین میں نہیں وہ مردود و ناپسندیدہ ہیں"[2]

ایک بات اور ذہن نشین رہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے جیساکہ حدیث شریف میں صراحت موجود ہے[3] ــــ اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناپسندیدہ نظر آنے والے امور خیر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ علامہ ناصر الدین ابن الخیر نے خوب فرمایا :۔

---

[1] (ا) مثلاً عظیم الشان مساجد بنانا، مینارے کھڑے کرنا، بڑے بڑے گنبد بنانا، چھوٹی چھوٹی برجیاں بنانا، محرابیں بنانا، جھاڑ فانوس اور پنکھے لگانا، ہیٹر، کولر اور ایر کنڈیشنر لگانا، گرم اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنا، قالین بچھانا، نمازیوں کے لئے قرآن کے نسخے رکھنا، تسبیحیں لٹکانا، ٹوپیاں رکھنا، لاؤڈ اسپیکر لگانا ــــ یہ سب باتیں نئی ہیں، عہدِ نبوی، عہدِ خلافت راشدہ اور عہدِ تابعین و تبع تابعین میں نہ تھیں۔ مگر یہ سارے امور جس چیز پر مرتب ہوتے ہیں وہ مسجد ہے جس کی اصل دین میں ہے۔

(ب) اسی طرح خطِ نسخ میں قرآن لکھوانا، حروف پر نقطے اور زیر زبر پیش لگانا، رموزِ واو قاف مقرر کرنا۔ تجوید و قرأت پر کتابیں مدوّن کرنا، تفسیریں لکھنا اور مختلف زبانوں میں ترجمے کرنا، تیس پاروں پر تقسیم کرنا اور ہر پارے کا الگ نام رکھنا، پریس میں چھپوانا، نفیس جلدیں بنوانا اور کیسٹ تیار کرنا وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتیں ابتدا میں کہاں تھیں مگر جس شے پر یہ باتیں مرتب ہوتی ہیں اُس کی اصل دین میں ہے یعنی قرآن ــــ بلکہ وہ تو اصل دین ہے۔

[2] ایسی ناپسندیدہ امور میں یہ نو پیدا باتیں شامل ہیں :۔

داڑھیاں منڈوانا، کھڑے ہو کر کھانا، غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کرنا۔ عورتوں کا سج بن کر بازاروں میں گھومنا پھرنا، دکانیں لگانا، مردوں کی محفلوں میں بے محابا تقریریں کرنا، مردوں کے لباس پہننا، مزاروں پر جانا۔ قبروں پر اگربتیاں جلانا، مرحومین کے لئے شاندار دعوتیں کرنا اور شادیاں رچانا وغیرہ وغیرہ۔

[3] محمد بن اسماعیل بخاری : بخاری شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۲

Marfat.com

"مقاصد، فعل کے احکام کو تبدیل کر دیتے ہیں"[۱] ـــــ

مثلاً ایک شخص اپنے بچوں کی شادی پر چراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے۔ دوسرا شخص جشنِ عید میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے ـــــ دونوں نے چراغاں کیا، دونوں نے ہزاروں روپے خرچ کئے ـــــ مگر ایک کا مقصود نمود و نمائش کے سوا کچھ نہیں اور دوسرے کا مقصود تعظیم و تکریم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ـــــ پہلی کی نیت مردود، مقصد ناپسندیدہ اور دوسرے کی نیت مقبول اور مقصد پسندیدہ ـــــ اسی لئے متحدہ عرب امارات کی عدالتِ شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے محفلِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر برے ہیں تو قابلِ مذمت"[۲] ـــــ

◉

کتابت:۔ محمد ریاض کمرہ نمبر ۲۰۵ ذوالقرنین چیمبر گنپت روڈ لاہور

۱؎ سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلۃ اہل السنۃ، ص ۲۴۷

۲؎ خلیل احمد رانا: انوارِ قطبِ مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۴۶۶

Marfat.com

نعت

زِ مہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زِ محروماں چرا فارغ نشینی

زِ خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

برون آور سر از بُردِ یمانی
کہ روئے تُست صبحِ زندگانی

ادیمِ طائفی نعلینِ پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے
کُنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

Marfat.com

بر در آمد بندۂ بگریختہ

آبروئے خود زِ عصیاں ریختہ

مغفرت دارد امید از لطفِ تو

زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا

منور رقم ۱۱-۱۰-۹۳

Marfat.com

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

وکونوا مع الصادقین
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی Idara-e-Mas'udia, Karachi

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com